حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2, 2024

خِرد افروزی اور اقبال: تحقیقی مطالعہ

Enlightenment and Iqbal: A Research Study

ثروت تنویر

پی ایچ۔ڈی اسکالر، شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

ڈاکٹر سید شیراز علی زیدی

نگران، امور شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پاکستان

Sarwat Tanveer
Research Scholar, Department of Iqbal Studies,Allama Iqbal Open University, Islamabad. Pakistan
Dr. Syed Shiraz Ali Zaidi
Incharge, Department of Iqbal Studies,Allama Iqbal Open University, Islamabad. Pakistan

Abstract
In this paper, keeping in mind the history and tradition of enlightenment, the thoughts and ideas of Allama Muhammad Iqbal have been evaluated in the light of his various poetic and prose works. In the present era, a special class has come into existence in the name of Khirad Afrozi and Enlightenment, who have used Western civilization as a model while setting the boundaries of enlightenment. In such a situation, it becomes necessary to examine the efforts of the poet of the East, the thinker of Islam and see the limits of enlightenment at an unlimited level. There are clear examples of enlightenment in Iqbal's words and thoughts, which need to be brought forward to see the tradition of enlightenment in the right context for the new generation.
This research article is a link in the same chain that by examining the examples of enlightenment from Iqbal's words and thoughts, Iqbal's place in the history of Khird Afrozi in Eastern literature can be determined.

Key Words: Wisdom, Enlightenment, Wisdom, Thoughts, Sermons, Correct Perspective, Freedom

اردو کی علمی اور ادبی تاریخ میں "خرد افروزی اور روشن خیالی" کی فلسفیانہ اصطلاحات کا استعمال اب عام ہو چلا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے دانشور ان اصطلاحات کو ترقی پسندی کے معانی کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ مماثل اصطلاحیں ہیں مگر پھر بھی ان کے لغوی اور اصطلاحی مفاہیم کو مد نظر رکھتے ہوئے ان میں حدِ فاصل قائم کی جاسکتی ہے۔

"خرد" جو فارسی زبان سے لیا گیا ہے کے معانی "فرہنگ تلفظ" کے مطابق "دانائی، عقل، سمجھ(1)، "نور اللغات" کے مطابق "عقل، دانائی(2)" پرشین انگلش ڈکشنری" کے مطابق "سمجھ، عقل، بصیرت، ذہن، دماغ، فہم و فراست اور دانش مندی(3)"، علمی اردو لغت" کے مطابق "عقل، دانائی"(4) اور "فرہنگ آصفیہ" کے مطابق "عقل، دانائی، دانش، سمجھ، فطانت، بدھ کے ہیں۔(5) ان تمام معانی میں ایک بات مشترک نظر آتی ہے کہ خرد کے معانی عقل، دانائی، سمجھ کے ہیں یعنی خرد افروزی سے مراد عقل کی روشنی کے مطابق سوچنا یا عقل و شعور کا استعمال کرنا۔

"کشافِ تنقیدی اصطلاحات میں اس لفظ کی وضاحت کرتے ہوئے درج کیا گیا ہے کہ حقیقت کی تلاش کے مراحل میں عقلیت کا مسلک صرف عقل و دانش پر بھروسے کو ہی قابل اعتماد سمجھنا ہے۔ ان معنوں میں فلسفیانہ عقلیت سائنسی طریقہ کار سے بھی اختلاف کرتی ہے کیونکہ عقل و دانش کے نزدیک فلسفہ بھی باہر کے مشاہدات اور تجربات سے بالاتر ہو کر صرف تفکر کی بنیاد پر استدلال و دلیل کے ذریعے حقیقت تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔(6)

ڈاکٹر جمیل جالبی کی مرتب کردہ "قومی انگریزی اردو لغت" میں روشن خیالی کی تحریک پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یورپ کی آب و ہوا نے سترہویں اور اٹھارویں صدی میں روشن خیالی کی ایک ایسی تحریک کو جنم دیا جس نے عقائد کی دنیا کو تہ و بالا کر دیا۔ عقل کے مکمل طور پر آزادانہ استعمال کو فروغ دیا۔ تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں ایسے علم یعنی سائنس کی ترویج کی جو سب سے اہم انسان، انسانی وقار اور اس کی فلاح کو سمجھے۔(7)

بعض انگریزی لغات جیسے کہ Collins English Dictionary میں(8) روشن خیالی کے مفاہیم کا جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے مراد "جہالت سے آزادی" ہے اور روشن خیال شخص وہ ہے جو حقیت کو جاننے اور ماننے والا، مختلف رائے رکھنے کو برداشت کرنے والا، پیروکاری، جہالت، تعصب، حسد اور مختلف

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2, 2024

قسم کی توہمات سے آزاد ہوتا ہے لیکن یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مغرب کے فکری و سائنسی ارتقاء نے ایک مرحلے پر پہنچ کر خدا، وحی و الہام اور مذہب سے آزادی کی ضرورت محسوس کی چنانچہ انہیں عقلیت اور روشن خیالی کے منافی سمجھا گیا۔

دوسری طرف فارس وہندوستان میں "روشن خیالی" کی بجائے 'روشن دل، روشن دماغ، روشن ضمیر جیسے الفاظ مخصوص ہیں۔ "کشاف تنقیدی اصطلاحات" کے مطابق روشن خیالی یا روشن خیال کی تعریف کچھ یوں ہے کہ روشن خیال شخص وہ ہوتا ہے جو تقلید اور روایت پرستی سے آزاد سوچنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اپنی عقل کی روشنی میں معاشرتی آداب و اطوار کو نئے پیمانوں کے مطابق جانچنا اور ڈھالنا چاہتا ہو جو قومی اور بین الاقوامی تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔(9)

روشن خیالی کے ایک مقبول عام تصور کو سامنے رکھتے ہوئے اور اس کے فلسفیانہ مباحث سے صرف نظر کرتے ہوئے عقلیت اور روشن خیالی میں فرق کر کے دیکھا جا سکتا ہے جیسے کہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری اپنے ایک مضمون میں رقمطراز ہیں کہ روشن خیالی علم و فکر کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتی چاہے اس کا تعلق کسی بھی سماج، تاریخ، فلسفے اور مذہب سے کیوں نہ ہو۔ جس قدر کوئی شخص یا معاشرہ علم و فکر کا عادی ہو گا اسی قدر روشن خیالی بڑھتی جائے گی۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری علم و فکر کے الفاظ میں تمام تجربات حسی و باطنی شامل کرتے ہیں جن میں وحی، وجدان و عرفان، تخلیق و تعبیر اور تجدید و اجتہاد سب شامل ہیں۔(10)

دوسری طرف جدید سائنس کے ظہور کے بعد اٹھارویں صدی کے یورپ مین روشن خیالی کی تحریک ایک ایسی تحریک کے طور پر سامنے آئی جس نے عقلیت کو بالاتر جانا، انسانی وقار کا تحفظ اور فلاح و بہبود، مادی ترقی اور ایسی انتقادی دانش کی تبلیغ کرتے ہوئے سیاسی استبدادیت اور بادشاہت، روایات اور کلیسائی پاپائیت کو سیاسی اور مذہبی معاملات سے نکالنے کا تقاضا کیا۔(11)۔یورپ میں روشن خیالی ہی تھی جس نے انسان کو اخلاقیات، مذہبیات، سیاسیات کے بارے میں از خود غور و فکر کرنے اور رائے قائم کرنے کے قابل بنایا۔

یورپ میں روشن خیالی کی تحریک نے انیسویں صدی میں باہمی انسانی معاملات میں تحمل و بردباری کو ایک اصول بنا کر لوگوں کو ذاتی عقائد پر عمل کرنے اور ذاتی عقائد طے کرنے کا انفرادی و آفاقی حق دیا تھا اور یہی بات اس کی مقبولیت کا اہم تر سبب بنی کہ یوں انہیں صدیوں سے ذہنی استحصال کرنے والے کلیسیائی پادریوں کی بالا دستی سے نجات مل گئی۔ تحمل، رواداری اور مذہبی کشادہ دلی کے ساتھ ساتھ بین الاقوامیت اور ہمہ گیریت کو بھی اس تحریک کا حصہ سمجھا گیا۔

خرد افروزی کے جدید مغربی پسِ منظر کے ساتھ اگر مشرقی فکریات کو بھی مدِ نظر رکھ جائے تو کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ خرد افروزی موجودہ زمانے کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے انسانی فلاح کے لیے عقل و دانش کے استعمال کا نام ہے مگر اس سے معنوی طور پر وحی و الہام ہی مراد لیے جاتے ہیں۔ خرد افروزی زندگی اور کائنات کے بارے میں ایسی فکر کا اظہار کرتی ہے جن میں روایت و منقولات، صرف تقلید کرنے، غیر منطقیت کی بجائے عقل استدلالی و استقرائی اور ہزاروں سالوں کے انسانی ارتقائی عمل کے نتیجے میں حاصل کردہ علم یا تجربات و مشاہدات کو بروئے کار لایا گیا ہو مگر اس طرح ایک طبع سلیم کے روحانی تجربات و احساسات، اصول و اقدار کی نفی نہیں ہوتی۔ (12)

بنظر غائر دیکھا جائے تو خرد افروزی کی اکثر مثالوں اور آدرشوں میں ان تجربات اور اقدار کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ وحدتِ انسانی، عظمتِ بشر، فلاح و بہبود انسانی، اخوت و مساواتِ عامہ، شرف علم و تعقل، آزادیِ فکر و نظر جیسے خرد افروز تصورات حقیقی و مذہبی روحانی روایات و فکر سے یکسر اثر پذیر نہیں بلکہ صرف مادیت پسند ماورائیت گریز فلسفوں کا نتیجہ ہیں۔

ایک روشن خیال شخص کسی قسم کا خاص عقیدہ رکھتے ہوئے بھی مقلد محض ہونے کی بجائے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق نئی ایجادات و روایات کی تشکیل کی اہلیت رکھتا ہے۔ وہ زندگی کو نت نئے علوم، زمانے کے بدلتے مناظر کے تجربات و مشاہدات کے ساتھ دیکھنے اور تحقیق و جستجو کر کے تطابق و توافق اختیار کرنے اور اختیار کردہ فکر کو تبدیل کرنے کی ہمت اور قدرت رکھتا ہے۔ وہ نہ تو مکمل طور پر قدامت پرست ہوتا ہے اور نہ بلا سوچے سمجھے جدت کا پیروکار بلکہ وہ ہر معاملے کو عقل و دانش کی روشنی میں دیکھنے کا عادی ہو جاتا ہے۔ روشن خیال فکر، انسان دوستی، ہمہ گیریت، مساوات، تحمل و بردباری اور بے ریائی جیسی زریں اقدار و روایات کی قدر و منزلت کرتی ہے۔

روشن خیالی، بے تعصبی، رواداری اور کشادگی قلب و ذہن کو جنم دیتی ہے اور مذہبی، سیاسی اور سماجی حوالوں سے مثبت فکر نو کو خوشدلی سے قبول کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ روشن خیالی نہ صرف مادی ترقی کو آگے بڑھاتی ہے بلکہ انسانی فکر کو بھی مائل بہ ارتقاء کرتی ہے۔ روشن خیال، فرسودہ رسومات کے رد کے لیے ہمہ وقت تیار ہوتا ہے، کورانہ تقلید سے گریز کرتا ہے، رسمیات سے آزاد رہتا ہے اور نئی اقدار کی تشکیل میں اپنا کردار واضح کر دیتا ہے۔ روشن خیالی کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہ ماضی

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2, 2024

سے اکتساب کر کے حال کو بہتر بناتے ہوئے مستقبل پر نظر رکھتی ہے۔ایسی صورتحال میں اقبال کی شاعری ونثر کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اقبال بیسویں صدی کے ایک خرد افروز مفکر اور روشن خیال شاعر تھے۔

پاکستان میں روشن خیالی کی تحریک میں صرف مغرب کی تحریک روشن خیالی سے متاثر لوگوں کو خرد افروز سمجھا جاتا ہے جو کہ اقبال کی فکر سے لاعلمی کی نشانی ہے۔نام نہاد روشن خیال طبقے نے سرسری انداز میں اقبال کی شاعری کو دیکھا اور اس میں مذہب کو دی گئی اہمیت کی وجہ سے اقبال پر قدامت پرستی کا الزام عائد کر دیا۔یہ رائے بڑے بڑے دانشوروں نے بھی قائم کی لیکن جب خود ہی غور کیا تو اپنی رائے کو تبدیل کرنے میں عار نہ سمجھی۔مظہر جمیل اپنے مضمون "سردار جعفری اور اقبال شناسی" میں لکھتے ہیں کہ دائیں بازو کے دانشوروں نے اِقبال کے بین الاقوامی وسیع تناظر اور تہہ در تہہ گہرائیوں سے اغماض برتا،بائیں بازو کے دانشوروں کو اِقبال کے اسلامی تشخص میں رجعت پسندی اور ماضی پرستی کے ساتھ ساتھ فسطائی عناصر بھی پریشان کرتے ہیں۔(13)

اقبال کی شاعری کو سرسری انداز اور علامات کی بنیاد پر سمجھنے میں قدامت پسند اور ترقی پسند دونوں گروہوں نے سہل پسندی کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے دونوں اقبال سے ناخوش ہی رہے جیسا کہ اقبال نے خود کہا ہے:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
نے اَبلہِ مسجد ہوں،نہ تہذیب کا فرزند
اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں،بیگانے بھی ناخوش
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند(14)

اقبال کے افکار کو سمجھنے کے لیے لازمی ہے کہ ان کے کلام نظم ونثر کا ارتقائی جائزہ بڑی توجہ سے لیا جائے اقبال اس دور میں پیدا ہوئے جب دنیا میں بڑی بڑی سیاسی تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔ایسی صورتحال میں اقبال نے مشرق ومغرب کی سیاسیات،سماجیات ومذہبیات کا گہرا مطالعہ کر کے اپنے افکار ترتیب دیے۔اگر غور کیا جائے تو اقبال کا بنیادی نظریہ جو"خودی"کا تصور پیش کرتا ہے وہی انسانی آزادی اور روشن خیالی کی اعلیٰ مثال ہے۔اقبال نے ہر انسان کو ایک اکائی سمجھا اور تصوف کے جامد عقائد پر چوٹ کرتے ہوئے انسان کی انفرادیت پر زور دیا۔

احترام آدمیت اقبال کے کلام کا بنیادی نکتہ ہے جو پورے کلام میں نظر آتا ہے وہ فرد کو فرد اور پھر سماج کے ساتھ جوڑتے ہوئے بھی اس کی خودی کو کسی بھی چیز میں مدغم نہیں کرتے۔حتیٰ کی خودی مطلق کا تصور دے کر بھی انسان کی خودی کو الگ سے اپنے مقام تک پہنچنے کی جستجو کرتے دیکھنا چاہتے ہیں۔اس سے بڑی خرد افروزی کیا ہو گی کہ اقبا؛ ہر صورت انسان اور انسانیت کے قائل رہے ہیں۔(15)

البتہ اقبال عقل وعشق کے توازن کو اہمیت دیتے ہیں وہ انسانی زندگی میں عقل وعشق کی اہمیت سے واقف ہیں جیسا کہ "جاوید نامہ" میں "زمزمہ ءانجم" سے ظاہر ہوتا ہے:

عقل تو حاصلِ حیات،عشق تو سرِ کائنات
پیکرِ خاک،خوش بیا ایں سوئے عالم جہات
زہرہ وماہ ومشتری از تو رقیب یک دیگر
از پئے یک نگاہِ تو کشمکش تجلیات
در رہ دوست جلوہ ہاست تازہ بتازہ نو بنو
صاحبِ شوق وآرزو دل ندہد بکلیات
صدق وصفاست زندگی،نشو ونماست زندگی
تا ابد از ازل بتاز،ملک خداست زندگی(16)

ترجمہ:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2, 2024

(مٹی کے پتلے انسان تیری عقل زندگی کا حاصل ہے اور تیرا عشق کائنات کا راز ہے۔ تجھے اس جہات کے جہاں یعنی دنیا میں آنا مبارک ہو، تیری خاطر زہرہ، چاند اور مریخ ایک دوسرے کے رقیب بن گئے ہیں بلکہ تجھ پر ایک نظر ڈالنے کی خاطر تجلیات باری تعالیٰ میں کشمکش پیدا ہو رہی ہے۔ دوست کی راہ میں تازہ بہ تازہ اور نو بنو جلوے ہیں مگر شوق و آرزو والا شخص ان کلیات یعنی صفات سے دل نہیں لگاتا۔ زندگی صدق وصفا اور نشو ونما کا نام ہے۔ ازل سے ابد تک بڑھتے جاؤ، زندگی خدا کا اختتام ناپذیر ملک ہے۔)

عظمت انسانی کا اس سے عمدہ بیان کسی اور کلام میں نہیں ملتا کہ کائنات کی طاقتوں اور تجلیات خدائی میں رقابت اور کشمکش پیدا ہو رہی ہے کہ کون اس مٹی کے پتلے کو پہلے ہدیہ تبریک پیش کرے۔ جس کی عقل زندگی کا حاصل اور جس کا عشق رازِ کائنات ہے۔

اقبال کے نزدیک علم و عقل کی اہمیت کس قدر ہے وہ ان کے کلام نظم و نثر سے عیاں ہے۔ خرد افروزی کی ایسی امثال کے وہ مذہب کے بنیادی عقیدہ توحید کو ابھی ایک عمرانی نظریے کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ مثلاً چھٹے خطبے میں ایک جگہ لکھتے ہیں۔

"The essence of Tauhid, as a working idea, is equality, solidarity and freedom."

گویا اقبال توحید کو ایک عملی تصور کے طور پر مساوات، انسانی اتحاد اور آزادی کا عنوان خیال کرتے ہیں۔ نبوت کے منصب اور ختم نبوت کے اسرار کی تعبیر بھی خالصتاً عمرانی زاویہ نگاہ سے کرتے ہیں۔(17) عقل انسانی کی اہمیت اقبال کے اس قول سے ظاہر ہوتی ہے کہ: "عقل انسانی، فطرت کی جانب سے خود انتقادی کی ایک کوشش ہے (18)"۔

اقبال کی خرد افروزی کی سب سے بڑی مثال ان کے خطبات ہیں جن کو سمجھنے کی بہت کم کوشش کی گئی۔ یہ بات درست ہے کہ اقبال کے خطبات کے بعض مقامات ایسے ہیں جن کے بارے میں ڈاکٹر جاوید اقبال بھی کہتے ہیں کہ یہ ایک مشکل کتاب ہے کیونکہ:

> "اس میں مشرق و مغرب کے ڈیڑھ سو سے زائد قدیم و جدید فلسفوں، سائنسدانوں، عالموں، فقیہوں کے اقوال و نظریات کے حوالے دیئے گئے ہیں اور اقبال قاری سے توقع رکھتے ہیں کہ خطبات کے مطالعے سے پیشتر وہ ان سب شخصیات کے زمانے، ماحول اور افکار سے شناسا ہو گا۔ ان شخصیات میں بعض معروف ہیں اور بعض غیر معروف۔ علاوہ اس کے خطبات کا اندازِ تحریر نہایت پیچیدہ ہے۔۔۔"(19)

سہیل عمر خطباتِ اقبال پر اپنے تبصرے میں فرماتے ہیں۔

> "یہ ایک بڑے کام کا لمحہ آغاز تھا۔ دور جدید اور فکر معاصر کے سامنے، مغرب کی یلغار کے جلو میں اسلام کی فکری تعبیر نو، ایسی تعبیر جو ایک طرف اپنی اصل سے وفادار ہو اور دوسری جانب تقاضائے وقت، احتیاجِ مخاطبین اور علمی مسائل سے بخوبی عہدہ برا ہو سکے۔ علامہ نے اس کام کی دور جدید میں سب سے زیادہ کامیابی سے بنا رکھی۔۔۔۔ان کی پیروی میں اب یہ ہمارا اور آنے والوں کا فرض ہو گا کہ ان کے پیش کردہ سوالوں پر مزید تحقیق کریں، نامکمل کو مکمل کریں اور بات کو آگے بڑھائیں۔"(20)

اقبال کی فکری تحریک سرسید اور حالی کی تحریک کو آگے بڑھاتے ہوئے ماضی سے رشتہ استوار رکھتی ہے سرسید سے اقبال کا ربط ہندوستان میں مسلم قومیت پسندی کے حوالے سے بھی ہے اور دونوں کی نظر مسلم فکریات کے انحطاط اور جمود کے عوامل پر بھی ہے۔ نومبر 1929ء میں علی گڑھ یونیورسٹی میں ان خطبات کی پیشکش کے موقع پر صدر شعبہ فلسفہ، جامعہ علی گڑھ، ڈاکٹر سید ظفر الحسن نے اپنے خطبہ صدارت میں کہا تھا۔

> "یہ کام مہتمم بالشان حیثیت کا حامل ہے۔ اسلام میں فلسفہِ دین کی تشکیل نو یا بالفاظ دیگر، نئے علم الکلام کی تخلیق۔ اقبال وہ کام کر کے علی گڑھ لائے ہیں۔ جو اس ادارے کے عظیم بانی کی دلی خواہش تھی۔ سرسید کے مزار پہ اس سے بہتر نذرانہ عقیدت اور کیا پیش کیا جا سکتا ہے۔"(21)

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اگرچہ خطبات میں بہت سے مقامات پر اقبال سے اختلاف کرتے ہیں جن کا جواب ڈاکٹر جاوید اقبال نے دیا ہے لیکن بحیثیت مجموعی ان کی رائے بھی یہی ہے کہ خطباتِ اقبال جدید سائنسوں بالخصوص طبیعات، حیاتیات اور نفسیات کے علمی اصولوں اور اسلامی اساسیات وعلمیات کے مابین تطبیق کی سعی کی حیثیت رکھتے ہیں۔(22)

اقبال نے ایک جدید مسلم مفکر کی حیثیت سے اپنے معاصر فلسفہ و سائنس اور اسلامی اساسیات و روایاتِ فکر میں تجزیہ و تنقید، تنقیح سے کام لے کر تطابق و توافق پیدا کرنے کا کام اپنے فکری و زمانی حدود میں انجام دیا۔ اقبال کے مطابق

"فلسفیانہ غور و فکر میں قطعیت کوئی چیز نہیں جیسے جیسے جہانِ علم میں ہمارا قدم آگے بڑھتا ہے اور فکر کے لیے نئے نئے راستے کھل جاتے ہیں کتنے ہی اور، اور شاید ان نظریوں سے جو ان خطبات میں پیش کیے گئے ہیں، زیادہ بہتر نظریے ہمارے سامنے آتے جائیں گے۔ ہمارا فرض بہر حال یہ ہے کہ فکر انسانی کی نشو و نما پر باحتیاط نظر رکھیں اور اس باب میں آزادی کے ساتھ نقد و تنقید سے کام لیتے رہیں۔"(23)

اس جملے پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ آزادی کے ساتھ نقد و تنقید سے کام لینے کی ضرورت اس لیے ہے کہ فکر انسانی کے ارتقاء و نشو و نما پر محتاط نظر رکھی جا سکے نہ کہ بذاتِ خود فکر انسانی کے آزادانہ نشو و ارتقاء کا ممکن بنایا جا سکے۔ یہ وہ جوہری فرق ہے جو اقبال کے فکری رویے کو خرد افروزی اور روشن خیالی کے مغربی معیارات سے متمائز کرتا ہے۔ لیکن یہ امر بھی ظاہر ہے کہ اس متکلمانہ حیثیت سے جدید فکریات میں اقبال کے مستند، معتبر مقام یا عالمانہ شان میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ ایک اعتبار سے انہوں نے زیادہ دشوار اور مبارزت طلب راستے کو اختیار کیا ہے۔

خطبات میں اقبال کا مضمون اصلی ایک طرف فکر محسوس کے خوگر تجربہ و مشاہدہ پسند ذہن کو علم الوحی یا وجدانی واردات باطن کی اہمیت سے روشناس کروانا ہے اور دوسری طرف خالص مادیت پسندی سے گریز کرتے ہوئے سائنسی نظریات کو روایت پسند اہل مذہب کے لیے قابل قبول بنانا، ان کے مطابق مستقبل کے علمی ادوار میں مذہب اور سائنس قریب تر ہوتے جائیں گے۔ وہ عقل و وجدان میں نامی رشتے وجدانی عقل اور اس کی تفہیم واظہار کے لیے ایک نئے منہاج علم کی ضرورت سمجھتے ہیں اور ان کے مطابق کہ اس منہاج کے تشکیل پانے تک یہ ضروری ہے کہ مذہب کے ذریعے جو علم حاصل ہوتا ہے اس کو سائنس کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ موجودہ دور کی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ علمی منہاج موجودہ دور کے خوگر محسوس ذہن کے قریب ہو گا اس طرح یہ ذہن اس قابل ہو سکے گا کہ ماضی میں حاصل کیے جانے والے مذہبی علم کی اہمیت سے واقف ہو سکے اس پر سوچ سکے اور اپنے مسائل کے حل کے لیے اس سے راہنمائی حاصل کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے۔

یہی وہ ضرورت تھی جس کے لیے اقبال جیسے روشن خیال شخص نے مسلسل غور و فکر کے بعد خطبات اقبال پر کام کیا۔ خود اقبال نے اس کام کے لیے جدید علمی زبان و اسلوب اختیار بھی اسی لیے کیا کیونکہ ماضی کی متصوفانہ اصطلاحات جدید دور کے انسان کے لیے ناقابل فہم ہو چکی ہیں۔ نوجوان واردات باطن سے ناآشنا ہیں اس طرح وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ماضی کی مابعد الطبیعات بھی مردہ ہو چکی ہے۔ اقبال کی یہ شعوری کوشش ان کی علمی، روشن فکری و خرد افروزی اور دوسری طرف موجودہ دور کے تناظر میں عقلی و سائنسی طریق کار کی اہمیت کا اثبات ہے۔

حوالہ جات

1۔ شان الحق حقی "فرہنگ تلفظ"، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1995ء)، ص:483

2۔ کاکوروی، نور الحسن، مولوی، "نور اللغات" جلد دوم، (کراچی: جنرل پبلشنگ ہاؤس، 1959ء)

3۔ "پرشین انگلش ڈکشنری" (Persian English Dictionary)، (لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور)، ص:453

4۔ وارث ہندی، "علمی اردو لغت"، (لاہور: علمی کتاب خانہ، س۔ن)

5۔ سید احمد دہلوی، "فرہنگ آصفیہ"، جلد دوم، (لاہور: مکتبہ حسن سہیل، لاہور، 1902ء)، ص:188

6۔ ابوالاعجاز صدیقی: "کشاف تنقیدی اصطلاحات"، (لاہور: مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، 1985ء)، ص:123

7۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، "قومی انگریزی اردو لغت"، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، 1992ء)، ص:669

8۔ "کولن انگلش ڈکشنری" (Collins English Dictionary)، Third edition، 2010ء، ص:517

9۔ "کشاف تنقیدی اصلاحات"، ص:91

10۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر: "روشن خیالی اور اُردو ادب میں اس کی روایت"، مشمولہ: سہ ماہی فنون، لاہور، مارچ 1991ء ص:74

11۔ رفعت اقبال،ڈاکٹر،"خرد افروزی اور روشن خیالی"،(لاہور: فکشن ہاؤس، اشاعت دوم 2021ء)، ص:21

12۔ ایضا، ص24

13۔ مظہر جمیل،"سردار جعفری اور اقبال شناسی"، مشمولہ: مجلہ افکار، جعفری نمبر، س۔ن، ص573

14۔ اقبال،"کلیات اقبال اردو"،(لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع دہم 2011ء)، ص:357،33

15۔ محمد ریاض، ڈاکٹر،"افاداتِ اقبال"،(لاہور: مقبول اکیڈیمی، س۔ن)، ص331

16۔ اقبال،"کلیاتِ اقبال (فارسی)"،(لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، فروری، 1973ء) ص:،615

17۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، جسٹس (ر)،"اقبال: چند خصوصی مطالعات"، مرتبہ، شاہد اقبال کامران،(اسلام آباد: شعبہ اقبالیات، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اشاعت اول 2014ء)، ص7:

18۔ اقبال،"شذراتِ فکر اقبال"، مرتبہ: ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال، مترجم: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی،(لاہور: مجلس ترقی ادب، طبع سوم اگست 2016ء)، ص:66

19۔ جاوِید اقبال، ڈاکٹر،"خطباتِ اقبال۔ تسہیل و تفہیم"،(لاہور: سنگِ میل پبلی کیشنز، 2016ء)، ص:10

20۔ محمد سہیل عمر،"خطباتِ اقبال نئے تناظر میں"،(لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، طبع چہارم، 2018ء)، ص:172

21۔ ظفر الحسن، سید، ڈاکٹر،"خطبہِ صدارت"، مشمولہ،"خطبات اقبال نئے تناظر میں"، ص:229

22۔ "خرد افروزی اور روشن خیالی"، ص:159

23۔ محمد اقبال، علامہ، ڈاکٹر: دیباچہ،،"تشکیل جدید الہیاتِ اسلامیہ"، مترجم، سید نذیر نیازی،(لاہور: بزم اقبال 1983ء)، ص:40

References in Roman Script:

1. Shaan Al Haq Haqi,"Farhang Talafuz", (Islamabad: Muqtadra Qaumi Zabaan, 1995), P.483
2. Kakorvi, Noor Al Hasan ,Molvi,"Noor ul Lughat", Jald Dowm, (Karachi: General Publshing House, 1959)
3. Persian English Dicitionary", (Persian English Dictionary), (Lahore : Sang-e-Meel Publication, Lahore), P.453
4. Waris Hindi,"Ilmi Urdu Lughat",(Lahore : Ilmi kitaab khanah,)
5. Syed Ahmed Dehalvi," Farhang Asfia", Jald dowm, (Lahore : Maktaba Hsan Sohail, Lahore, 1902),P.188
6. Abbu al Ijaz Siddiqui: "Kasafh Tanqeedi Eslehaath", (Lahore : Muqtadra Qaumi Zabaan, Pakistan, 1985),P.123
7. Jameel Jalbi, Dr," Qaumi Angrezi Urdu Lughat ", (Islamabad : Muqtadra Qaumi Zabaan, Pakistan, 1992),P.669
8. Colon English Dicitionary" (Collins English Dictionary),2010 3rd edition, ,P.517
9. Abbu al Ijaz Siddiqui: "Kasafh Tanqeedi Eslehaath", (Lahore : Muqtadra Qaumi Zabaan, Pakistan, 1985)
10. Farmaan Fatah Poori, Dr :"Roshan Khayaali Aur Urdu Adab Mein Is Ki Riwayat", Mashmola:Sah Mahi Fanoon, Lahore, March 1991, P.74
11. Riffat Iqbal , Dr,"Khiirad Afrozi Aur Roshan Khayaali", (Lahore :Fiction House, Bar-e-Dawam 2021), P.21
12. Ibid, P.24
13. Mazhar Jameel," Sardar Jafferi Aur Iqbal Shanasi", Mashmola: Mujalla Afkaar, Jafferi Number, P.573
14. Iqbal ,"Kuliyat Iqbal Urdu, ",(Lahore : Iqbal Akadmi Pakistan , Bar-e-Sawam, 2011), P.33

15. Mohammad Riaz , Dr,"Afadat-e-Iqbal", (Lahore : Maqbool Akidimi),P.331
16. Iqbal ,"Kuliyat Iqbal (Farsi) ", (Lahore : Sheikh Ghulam Ali and Sons, Feb 1973), P.615
17. Javed Iqbal, Dr, Justice (Ray),"Iqbal: Chand Khusoosi Mtalaat", Martaba, Shahid Iqbal Kamraan, (Islamabad:Shoba Iqbaliat, Allama Iqbal Open University, Ashaat Awwal 2014), P.7
18. Iqbal ,"Shazrat-e- fikar Iqbal", Martaba : Dr Justice Javed Iqbal , Mutrajim : Dr Iftikhar Ahmed Siddiqui, (Lahore:Majlis Taraqqi Adab, Taba Soum, Augst 2016), P.66
19. Javeed Iqbal, Dr, "Tasheel o Tafheem", (Lahore : Sang e Mil Publication,2016),P.10
20. Mohammad Sohail Umar ,"Khtbatِ-Iqbal Naye Tanazur Mein", (Lahore : Iqbal Akadmi Pakistan , Taba Chaharum, 2018),P.172
21. Zafar Al Hasan , Syed, Dr,"Khutba Sadarat", Mashmola," Khutbaat Iqbal Naye Tanazur Mein",P.229
22. Khiirad Afroz Aur Roshan Khayaali", P.159
23. Mohammad Iqbal , Allama, Dr : Deebacha, ,"Tashkeel Jadeed Alhayat Islamia ", Mutrajim, Syed Nazeer Nayazi, (Lahore : Bazm Iqbal, 1983), P.40